32503 - كفريه ممالك ميں كمپنى كے مال سے تنخواه سے زياده مال وصول كرنا

سوال

ميں ايك نوجوان ہوں اور ايك يورپى ملك ميں مقيم اور ٹرانسپورٹ كمپنى ميں ملازمت كرتا ہوں، ميرے ساتھ ميرا ايك دوست بھى ملازمت كرتا ہے، گاہكوں كى جانب سے ادا كردہ رقم ميں ہميں تصرف كا مكمل كنٹرول حاصل ہے، ميرا دوست ہميشہ رقم سے كچھ حصہ لے ليتا ہے اور كہتا ہے كہ ہميں ايسا كرنے كا حق حاصل ہے، اور دليل يہ ديتا ہے كہ: كمپنى كا مالك ہميں ہمارا حق نہيں ديتا، جو تنخواہ ہم ليتے ہيں وہ ہمارى ملازمت قبول كرنے كى شروط كے موافق ہے.

ہم ايك اور كام بھى كرتے ہيں: اگر گاہك ہمارا واقف ہو تو پھر ہم رقم حذف كر ديتے ہيں.

ميں آپ سے مدد كا طلبگار ہوں كيونكہ ميں اپنے دوست كو بہت سمجھايا ہے، ليكن وہ مطمئن ہے كہ اس كا فعل جائز ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ وتعالى نے امانت كو اس كے صحيح طريقہ پر ادا كرنے كا حكم ديا اور اس كى ادائيگى واجب قرار دي ہے:

فرمان بارى تعالى ہے:

يقينا اللہ تعالى تمہيں حكم ديتا ہے كہ امانتيں ان كے مالكوں كو لوٹا دو

اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے امت كى خيانت كو نفاق كى علامت قرار ديا ہے، اللہ تعالى اس سے محفوظ ركھے.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" منافق كى تين علامتيں ہيں: جب بات كرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ كرے تو وعدہ خلافى كرے، اور جب اس كے پاس امانت ركھى جائے تو اس ميں خيانت كرے"

صحيح بخارى حديث نمبر (33) صحيح مسلم حديث نمبر (59).

خیانت کی حرمت میں کوئی فرق نہیں کہ مسلمان شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی امانت میں خیانت کرے یا پھر کسی کافر کی امانت میں جس نے اس کے پاس مال بطور امانت رکھا ہو، بلکہ اسے اپنی سچائی و صدق اور امانت کے ساتھ مسلمانوں اچھا اور بہترین نمونہ پیش کرنا چاہیے.

کیونکہ بہت سے ممالك تو صرف مسلمان تاجروں کی امانت اور ان کی سچائی اورصدق کی وجہ سے ہی اسلام میں داخل ہوگئے، اور اس کے برعکس جب وہ خیانت کرے گا یا پھر جھوٹ بولے گا تو یہ لوگوں کے لیے دین اسلام سے نفرت اور دور بھاگنے اور انہیں اللہ تعالی کے راستے سے روکنے کا باعث بنے گا.

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

جب کوئی مسلمان شخص امن و امان کے ساتھ دار الحرب میں داخل ہو تو ..... اور وہ ان کے کسی مال پر قدرت حاصل کرلے تو اس کے لیے اس مال میں سے کوئی چیز بھی لینا حلال نہیں، چاہے وہ چیز کم ہو یا زیادہ، کیونکہ جب وہ ان کی جانب سے امن و امان میں ہے تو پھر وہ بھی اس کی جانب سے اسی طرح ہیں، اور اس لیے بھی کہ ان کی امان میں ہوتے ہوئے اس کے لیے صرف وہی چیز حلال ہے جو اس کے لیے مسلمانوں اور اہل ذمہ کے مال میں سے حلال ہے.

دیکھیں: کتاب الام (4 / 284).

اور پھر اس لیے بھی کہ آپ کمپنی کے ساتھ معین کردہ تنخواہ پر اتفاق کر چکے ہیں تو پھر آپ کے لیے کمپنی کے مالك کے علم کے بغیر مقرر کردہ تنخواہ سے زیادہ رقم لینا حلال نہیں.

اور یہ دعوی کرنا کہ وہ آپ لوگوں کو اتنا نہیں دیتے جس کے آپ مستحق ہیں، کوئی عذر شمار نہیں ہوتا، اس لیے کہ جب یہ دروازہ کھول دیا جائے تو پھر ہر ملازم یہ دعوی کرنے لگے اور حقوق اور امانتیں ضائع ہو کر رہ جائیں.

اور ـ اسی طرح ـ آپ کے لیے یہ بھی حلال نہیں کہ آپ کمپنی کے کسی بل میں ڈسکاؤنٹ کریں، اور نہ ہی یہ حق حاصل ہے کہ اسے مکمل طور پر ختم کردیں، کیونکہ یہ مال آپ کا نہیں حتی کہ آپ یہ کام کرتے پھریں، چاہے کوئی بھی اس سے پورے حقوق لینا واجب ہے.

اس لیے آپ دونوں پر واجب ہے کہ اس کام سے رکتے ہوئے اللہ تعالی کے ہاں توبہ و استغفار کریں، اور اس فعل پر نادم ہوں اور آئندہ کے لیے ایسا کام نہ کرنے کا عہد کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ کمپنی کے حقوق جو تنخواہ سے زیادہ حاصل کردہ اور اپنی جان پہچان والے افراد کو ریٹ میں کمی کرنے کی صورت میں ہیں کمپنی کو ضرور واپس کریں.

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (14367) کا جواب ضرور دیکھیں.

واللہ اعلم .